سورۂ بقرہ کی ایک آیت کی صحیح تاویل

از

(جناب مولوی ضیاء الدین صاحب اصلاحی)

دنیا کی محبت بہت بُری چیز ہے مگر یہ واقعہ ہے کہ اس کی رعنائیاں اور دلفریبیاں بڑے بڑے علموں اور زاہدوں کے دامنِ تقدس کو داغدار بنا دیتی ہیں اسی لئے ایک حدیث میں اس کی بابت یوں فرمایا گیا ہے کہ :۔

لا اخاف علیکم الفقر بل اخاف علیکم الدنیا	مجھے تمہارے فقر و فاقہ کا خوف نہیں بلکہ دنیوی مال و دولت کا خطرہ ہے

یہود کے حالاتِ زندگی پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ وہ دنیا کی محبت میں بُری طرح گرفتار تھے، دنیا کمانے کے لئے آیاتِ الٰہی میں توڑ مروڑ کرتے تھے وہ دنیا کے مال و دولت پر اس قدر ریجھے ہوئے تھے کہ حیاتِ دنیوی کے سب سے زیادہ دل دادہ اور ہزاروں برس اسی دنیا میں گذارنا پسند کرتے تھے جیسا کہ قرآن نے بتایا ہے (احرص الناس علی حیوۃ ...... یود احدھم لو یعمر الف سنۃ) دنیا پرستی کے نتیجہ میں آخرت کو فراموش کر چکے تھے اور "عمل صالح" سے یکسر تہی دامن ہو گئے تھے سورۂ بقرہ میں ان کی حُبِّ دنیا کی پوری داستان بیان ہوئی ہے کہ جائز و ناجائز ہر طریقہ سے متاعِ دنیوی حاصل کرنے میں منہمک تھے اسی سلسلے میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دنیا کمانے کا انھوں نے کتنا خوب ایک حربہ یہ بھی فراہم کر لیا تھا کہ سحر و شعبدہ دعاء و تعویذ یعنی علوم سفلیہ اور علویہ کو سیکھتے اور سکھاتے تھے تاکہ مال و زر حاصل کریں جیسا کہ فرمایا :۔

واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر وما انزل	اور انھوں (علماء یہود) نے اس کی پیروی کی جو شیاطین عہد سلیمان میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں نے کفر کیا جو لوگوں کو سحر سکھلاتے تھے

علی الملکین ببابل ھاروت وماروت اور بابل میں دو فرشتوں ہاروت وماروت پر جو علم
وما یعلمان من احد حتی یقولا انما اترا اس کی بھی پیروی کی حالانکہ وہ دونوں یہی کہہ
نحن فتنۃ فلا تکفر، فیتعلمون منھما کر سکھلاتے تھے کہ ہم فتنہ ہیں پس تم کفر نہ کرنا پس یہ لوگ
ما یفرقون بہ بین المرء وزوجہ ان سے وہ باتیں سیکھتے جس کے ذریعہ میاں بیوی میں
وما ھم بضارین بہ من احد الا جدائی کرتے حالانکہ یہ اس سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا
باذن اللہ ویتعلمون ما یضرھم سکتے مگر اللہ کی اجازت سے اور یہ وہی سیکھتے جس
ولا ینفعھم ولقد علموا لمن اشتراہ سے ان کو نقصان ہوتا اور کوئی فائدہ نہ ہوتا حالانکہ
ما لہ فی الآخرۃ من خلاق ولبئس انھیں خوب معلوم تھا کہ جس نے اسے خریدا اس
ما شروا بہ انفسھم لو کانوا یعلمون کے لئے آخرۃ میں کوئی حصہ نہیں اور کتنا برا بھاؤ
تاؤ اپنے ہی ساتھ انھوں نے کیا کاش خود بھی جان لیتے

اس آیت میں بہت سارے سوالات پیدا ہوتے ہیں جن میں سے بعض نہایت ہی غور وفکر کے محتاج ہیں اس لئے ہم بھی چند سوالات قائم کرکے ان کا جواب دیں گے اللہ تعالیٰ اس کارِ دشوار میں ہماری مدد کرے اور صحیح نقطۂ نگاہ کی تلقین کرے۔

(۱) " وما کفر سلیمان " کا کیا مفہوم ہے اور یہ کہہ کر یہود کے کس خیالِ خام کو باطل کیا گیا ہے

(۲) بظاہر اس آیت میں سحر کو کفر قرار دیا گیا ہے کیا فی الواقع کفر وسحر ایک ہی چیز ہیں اور دونوں میں کچھ فرق نہیں۔

(۳) وما انزل علی الملکین میں " ما " کیسا ہے اور اس کا عطف کس پر ہے ؟

(۴) " ما انزل " میں اگر " ما " کو موصولہ مانا جاتا ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کون سی چیز فرشتوں پر نازل کی گئی تھی۔

(۵) " ملکین " کے متعلق بھی اہلِ تفسیر نے بہت ساری موشگافیاں کی ہیں اس بارہ میں صحیح صورتِ حال کیا ہے ؟

اب ان سوالات کے نمبروار جواب ملاحظہ فرمائیے!

۱۔ میرے نزدیک "وما کفر سلیمان" بطور جملہ معترضہ کے اس لئے لایا گیا ہے کہ یہود اپنی کفریات و سحریات کو حضرت سلیمانؑ کی طرف منسوب کرتے تھے اور بعض علماء کا یہ بھی خیال ہے کہ یہود حضرت سلیمانؑ کو نبی نہیں مانتے تھے اور ان کی سلطنت کو اُن کے جادو کا نتیجہ قرار دیتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ حضرت سلیمانؑ نے کوئی کفر نہیں کیا یعنی ان کو سحر و شعبدہ سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ سحر و شعبدہ بازی تو ان شیطانوں کا کام تھا جو حضرت سلیمانؑ کے باغی تھے اور بھاگ کر سحر سیکھتے تھے اس لئے انھیں نے دراصل کفر کیا ہے اور حضرت سلیمانؑ کو کفر و سحر سے کوئی نسبت ہی نہ تھی پس گویا جملہ معترضہ لاکر حضرت سلیمانؑ کو کفر و سحر سے بری قرار دیا گیا ہے اور کفر و سحر کی نسبت باغی اور مفرور شیطانوں کی طرف کی گئی ہے

۲۔ سحر و کفر میں بعض علماء تفریق کرتے ہیں چنانچہ امام رازی نے سحر کی آٹھ قسمیں قرار دے کر بعض کو کفر اور بعض کو غیر کفر بتایا ہے لیکن فقہاء کا مسلک یہ ہے۔

ائمہ ثلاثہ (امام ابو حنیفہ مالک و احمد رحمہم اللہ) کے نزدیک جادو سیکھنا کفر ہے اور سیکھنے کے بعد جو شخص جادو کا عمل ایک دفعہ کرے تو اس کی سزا قتل ہے لیکن امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کے عمل کرنے سے نہیں بلکہ بطور عادت چند دفعہ جادو کا عمل کرنے سے ایسا شخص واجب القتل ہو جاتا ہے مگر اس سلسلہ کی روایات سے ائمہ ثلاثہ کے مسلک کو تقویت پہنچتی ہے اور خود اس آیت میں سحر کا کفر ہونا نہایت واضح ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ سحر کی متعدد قسمیں قرار دے کر بعض کو تو کفر میں داخل کیا جاتا ہے اور بعض کو الگ کر لیا جاتا ہے البتہ کفر کے گناہ کبیرہ اور قبیح ہونے میں تو کسی کا اختلاف نہیں معلوم ہوتا یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے جہاں بھی سحر کا تذکرہ کیا ہے وہاں سحر کی مذمت ہی مقصود معلوم ہوتی ہے کہیں بھی مدح و ستائش کے انداز میں سحر کا ذکر نہیں کیا گیا ہے اسی لئے پیغمبروں اور رسولوں کو سحر سے بری قرار دیا گیا ہے کہ وہ ایک شیطانی عمل اور قبیح فعل ہے اس لئے سحر کو چاہے کفر مانو یا نہ مانو اس کے مذموم قبیح اور گناہ کبیرہ میں تو کوئی تامل ہی نہیں کیا جا سکتا۔

۳۔ "وما انزل" میں ما کے متعلق اہلِ علم کی کئی رائیں ہیں:۔

(الف) ما نافیہ ہے اور "لم ینزل" کے معنی میں ہے اور اس کا عطف "وما کفر سلیمان" پر ہے، عبداللہ بن عباس سے اس کی ایک روایت بھی ہے۔

(ب) ما موصولہ ہے اور اس کا عطف "السحر" پر ہے امام رازیؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے یعنی یعلمون الناس السحر وما انزل علی الملکین۔

(س) ما مجرور ہے اور اس کا عطف "علیٰ ملک سلیمان" پر ہے یہ ابو مسلم اصفہانی کا قول ہے

(ج) ما موصولہ ہے لیکن عطف ما تتلو الشیاطین پر ہے عبداللہ بن عباس سے اس کی بھی روایت ہے اور جمہور کا یہی مسلک ہے میرے نزدیک بھی گوناگوں وجوہ سے یہی رائے مناسب معلوم ہوتی ہے۔

(۴) اب جب کہ ما کا موصولہ ہونا جمہور کے نزدیک محقق ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ فرشتوں پر کیا چیز نازل ہوئی تھی اس کے متعلق بھی اہل علم کی کئی رائیں ہیں۔

۱- جمہور کے نزدیک "ما انزل" سے بھی سحر ہی مراد ہے یعنی علماء یہود نے شیطانوں اور فرشتوں کے سحر کی پیروی کی تھی،

۲- مجاہدؒ کے نزدیک جمہور کے خلاف یہاں سحر کے بجائے تفریق بین المرء وزوجہ مراد ہے جیسا کہ بعد میں اس کا ذکر بھی آیا ہے

۳- ابو مسلم نے "ما انزل" سے دین، شرع اور دعوت الی الخیر کو مراد لیا ہے اور اس کا مفہوم یوں بیان کرتا ہے کہ یہود نے جس طرح سحر کو حضرت سلیمانؑ کی طرف یوں ہی منسوب کر دیا تھا اسی طرح دونوں فرشتوں کی طرف بھی افتراءً منسوب کیا تھا حالانکہ اُن پر سحر کے بجائے دین و شرع نازل ہوا تھا اور اسی کی وہ تبلیغ بھی کرتے تھے۔

مگر اس عاجز کو ان اقوال میں سے کسی پر اطمینان نہیں ہو سکا، ابو مسلم اور مجاہد کے اقوال کو تو نظر انداز کر دیجئے خود جمہور کا مسلک کتنا ضعیف معلوم ہوتا ہے کیوں کہ سحر کفر میں داخل ہے اور اگر کفر میں نہ بھی داخل ہو جب بھی اس کے مذموم اور قبیح ہونے پر تو پوری امت کا اتفاق ہو چکا ہے پھر ملائکہ تو معصوم ہیں

وہ بھلاکب اس کی تعلیم وتلقین کرنے لگے اور وہ بھی اس لئے کہ خدا کی طرف سے اس پر مامور ہوں کیا اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز بات کوئی ہو سکتی ہے اس لئے اس قول کے قائلین کی عظمت و برتری کا پورے طور پر احساس رکھتے ہوئے اور احترام ملحوظ رکھتے ہوئے بھی اختلاف کی جرأت کر رہا ہوں ہر چند کہ مجھے اپنی کم علمی اور کوتاہ نظری کا پورا پورا اعتراف ہے اور ان بزرگوں کی جلالت وعظمت کا بھی خوب احساس ہے مگر پھر بھی ع غریب شہر سخنہائے گفتنی دارد۔

یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ ہمارے نزدیک "وما انزل" کا عطف "ما تتلوا الشیاطین" پر ہے اور شیاطین جو کچھ پڑھتے تھے اس کے متعلق بھی کسی توضیح کی ضرورت نہیں کہ وہ یقیناً سحر تھا جیسا کہ کہا گیا ہے یعلمون الناس السحر اور پھر اس سحر کے کفر ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا نے اس شبہ کو زائل کر دیا اب صرف یہ سوچنا ہے کہ "ما انزل علی الملکین" سے کیا چیز مراد ہو سکتی ہے یہ بالکل ظاہر ہے کہ کفر و سحر نہیں مراد ہے کیوں کہ عطف کرنے کا یہی مطلب ہے کہ دونوں دو چیزیں ہیں اور پھر "من السحر" کا اضافہ بھی یہاں نہیں کیا گیا ہے اور وہاں شیاطین کا ذکر تھا جو علوم سفلیہ (سحر وجادو) سیکھتے سکھاتے تھے اور یہاں ملائکہ کا ذکر ہے جن کے متعلق علوم سفلیہ میں مبتلا ہونے کا کوئی گمان ہی نہیں کیا جا سکتا کہیں "کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم" کے مصداق نہ بن جائے اس لئے میں "ما انزل" سے علوم علویہ (دعا و تعویذ وغیرہ) مراد لیتا ہوں جس کی تعلیم وتلقین پر فرشتے مامور تھے اور جو ایک بہترین کام تھا لیکن یہود نے اپنی بدبختی سے اسے بھی کفر میں داخل کر لیا اور ان فرشتوں سے محبت و نفرت کا عمل سیکھ کر میاں بیوی کے درمیان تفریق کرنے لگے اسی لئے قرآن نے ان کی مذمت بیان کی ہے یعنی قرآن نے ان کی دنیا پرستی کا ایک راز فاش کیا ہے کہ جس طرح سحر وشعبدہ جیسے شیطانی اعمال کا ارتکاب کر کے دنیا کمانے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے تھے ٹھیک ویسے ہی انہوں نے دینی راہوں سے بھی اپنے جیب و دامن کو بھر لیا اور دعا و تعویذ میں مبتلا ہو گئے حالانکہ دعا و تعویذ سیکھنے سکھلانے میں فی نفسہ کوئی قباحت نہ تھی لیکن ان کے غلط استعمال اور نیتوں کی خامی نے اسے کفر اور نادرست بنا دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی نیتوں ہی کا لحاظ کیا ہے

اب چوں کہ میرے نزدیک "ما انزل" سے یہی مراد ہے اور یہ تاویل خواہ اپنی جگہ پر کتنی ہی خوبصورت کیوں نہ ہو مگر چوں کہ اسے جمہور کی تائید حاصل نہیں ہے اس لئے ممکن ہے کہ لوگ اسے قبول کرنے میں تامل کریں اگرچہ میرا یہ مقصود بھی نہیں ہے کہ لوگ خواہ مخواہ اس ناچیز کے خیال ہی کو ترجیح دیں۔ بہرحال ان ساری باتوں سے قطع نظر میں اپنی تاویل کی درستگی کے سلسلہ میں چند دلائل پیش کر رہا ہوں۔

(۱) یہود آخرت کے تصور کو یکسر فراموش کر کے دنیا پرستی میں اس قدر مشغول اور منہمک تھے کہ جائز و ناجائز ذرائع کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے اور ان کی دیدہ دلیری دیکھو کہ اپنے عقائد و خیالات کو پیغمبروں، ولیوں اور فرشتوں کی طرف منسوب کرنا شروع کر دیا تھا۔ یعنی ؎

نہ من تنہا دریں میخانہ مستم — جنید و شبلی و عطار ہم مست

اب غور کرو قرآن حکیم نے اس موقعہ پر کیا بتانا چاہا ہے اور کلام کا ربط اور نظم آیات کس بات کا مقتضی ہے یہی تو کہ علمائے یہود دینی و دنیاوی جائز و ناجائز ہر دو ذرائع سے مال و دولت کمانے میں مست تھے یعنی صرف ایک ہی ذریعہ پر اکتفاء نہیں کیا تھا بلکہ دونوں ہی ذرائع عوام کو فریب دینے کے لئے استعمال کر لیتے تھے اس لئے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں صرف علوم سفلیہ ہی کو ماننے پر اکتفاء نہ کیا جائے بلکہ علوم علویہ کو بھی مراد لیا جائے تاکہ دونوں پہلو بے نقاب ہو سکیں یہ اور بات ہے کہ یہود نے اپنی بدبختی اور اخلاقی پستی کی بناء پر جائز کو بھی ناجائز اور صحیح کو بھی غلط بنا لیا تھا۔

(۲) جادو وغیرہ کے مذموم ہونے میں تو کوئی شبہ ہی نہیں کیا جا سکتا پھر یہ کتنی عجیب بات ہوگی کہ فرشتوں کو اس قبیح عمل کا معلم اور خدا کی طرف سے اسی پر مامور سمجھا جائے علامہ ابن جریرؒ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ سحر کی تعلیم اس لئے جائز ہے کہ خدا نے خیر و شر دونوں کو پیدا کیا ہے مگر اس پر یہ معارضہ کیا جا سکتا ہے کہ خدا نے شر کو اختیار کرنے اور دوسروں کو اس کی تلقین کرنے کے لئے کب کہا ہے؟

(۳) "وما انزل" کا عطف بھی اس بات کی دلیل بن سکتا ہے کہ دونوں دو جدا جدا چیزیں ہیں۔

(۴) اگر سحر ہی مراد ہوتا تو پھر آیت یوں ہوتی کہ "وما انزل علی الملکین من السحر" مگر جب ایسا نہیں ہے تو پھر سحر کی طرف کوئی خیال ہی نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ اس کو ماننے میں عقل و نقل دونوں اعتبار سے بیشمار

دقیق پیدا ہوتی ہیں۔

(۵) لفظ انزال سے تو ہماری تاویل کے علاوہ کوئی اور تاویل چسپاں ہوتی معلوم ہی نہیں ہوتی کیوں کہ یہ ایک الہامی ہی نہیں بلکہ خدا کی طرف سے وحی معلوم ہوتی ہے اور اول الذکر جو ایک من گھڑت امر تھا اسے ماتتلوا الشیاطین کہا گیا ہے پس اگر قرآن مجید کے اسالیب و استعمالات ہی پر غور کرو تو اس تاویل کے علاوہ اور کوئی تاویل جچتی ہوئی نظر نہ آئے گی۔

(۶) یہی وجہ ہے کہ بعض اہل علم نے جمہور کے مسلک کو ترک کر دیا ہے چنانچہ مشہور تابعی مفسر مجاہد رحمہ اس سے، یفرقون بہ بین المرء وزوجہ کو مراد لیتے ہیں حالاں کہ یہ ایک ضمنی چیز ہے اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی رحمہ کے ترجمہ سے تو میری ہی تائید معلوم ہوتی ہے۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

"اور اس علم کو جو اترا دو فرشتوں پر"

یہاں شاہ صاحب نے اس "علم" کہہ کر جمہور کے خلاف قدم اٹھایا ہے۔

(۷) امام رازی صاحب وغیرہ نے یہ ثابت کرنے کی سعی فرمائی ہے کہ اس سے وہ سحر مراد ہے جو کفر نہیں پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ سحر کفر اور مذموم نہیں ہے تو پھر اس کے سیکھنے اور سکھانے میں قباحت کیا تھی جس پر انھوں نے صفحے کے صفحے سیاہ کر ڈالے ہیں۔

ان وجوہ سے اس عاجز کو اپنا خیال ہی ارجح اور انسب معلوم ہوتا ہے۔

(۸) ملکین سے جمہور علماء کے نزدیک دو فرشتے مراد ہیں جن کا نام ہاروت و ماروت تھا اور یہی صحیح بھی ہے باقی جو لوگ مَلَکَیْنِ بفتح اللام کو مَلِکَیْنِ بکسر اللام پڑھتے ہیں اور اس سے رجلین صالحین (دو صالح آدمی) یا "ملکین من ملوک الدنیا" (دنیا کے دو بادشاہ) مراد لیتے ہیں تو وہ تو کسی طرح درست ہی نہیں ہے اس لیے کہ مشہور و متواتر قرأت پر شاذ قرأتوں کو کس طرح ترجیح دی جا سکتی ہے۔

اور جو لوگ حضرت جبرائیل و میکائیل کو مراد لیتے ہیں وہ بھی کسی طرح صحیح نہیں ہے کیوں کہ قرآن نے ہاروت و ماروت عطف بیان یا بدل لاکر خود ہی اس خیال کی تردید کر دی ہے۔

باقی لوگوں نے فرشتوں کے سببِ نزول وغیرہ پر جو روایتیں نقل کی ہیں وہ سراسر خرافات ہیں چنانچہ امام رازی لکھتے ہیں

واعلم ان ھٰذہ الروایۃ فاسدۃ مردودۃ غیر مقبولۃ لانہ لیس فی کتاب اللہ ما یدل علیٰ ذالک

اور جان لو کہ یہ روایت فاسد و نامقبول ہے اس لئے کہ کتاب اللہ سے اس کی تائید ہونا تو درکنار

اس کے بعد امام صاحب نے اپنا پورا زورِ قلم اس بات کے لئے صرف کیا ہے کہ فرشتے کیوں سحر کی تعلیم دیتے تھے لیکن ان کے دلائل اس قدر پھُس پھُسے ہیں کہ ہمیں اس پر اطمینان نہیں ہو سکا باقی ہمارے نزدیک تو سحر کے بجائے علومِ علویہ مراد ہیں اس لئے ان کے سیکھنے سکھانے میں کوئی قباحت نہیں کہ اس کا جواب دیا جائے۔

باقی رہا یہ سوال کہ فرشتے یہ سب کچھ سکھانے کے لئے کیوں بھیجے گئے تو میرا خیال ہے کہ اس مسئلہ میں غور و فکر کرنے کی سرے سے کوئی ضرورت ہی نہیں اس لئے کہ قرآن کا نہ تو یہ منشا ہی ہے کہ ہم ان ساری باتوں کو معلوم کرنے کے درپے ہوں ۔ اور پھر اسے معلوم کرنے میں ہماری عقل و فکر درماندہ ہو جائیں گے اصل چیز قرآن کے منشاء و مراد کو سمجھنے کی کوشش ہے کہ یہی فہمِ قرآن کی اصل ہے ۔ باقی اس طرح کی تحقیقات کرنے سے نہ تو کوئی فائدہ ہی ہے اور نہ اس طرح قرآن کا مقصد استدلال و تذکیر حاصل ہو سکتا ہے۔

(۵) آخری سوال جو قرآن پاک کے اس فقرہ سے متعلق ہے کہ وما یعلمان من احد الخ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاروت و ماروت علومِ علویہ کی تلقین کرتے تھے ۔ مگر یہ کہہ کر تم تمہارے لئے ابتلاء و آزمائش ہیں اور ہماری باتوں کو اگر غلط طور پر حاصل کیا گیا اور خلوصِ نیت سے کام نہ لیا گیا تو کفر و شرک میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے اس لئے اس علم کو اچھی طرح خلوصِ نیت کے ساتھ سیکھو اور کفر سے محفوظ رہو لیکن یہود نے اس علم کو غلط طور پر استعمال کیا اور اسے اپنے لئے دنیا کمانے کا ایک ذریعہ بنا لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صحیح بات کو سیکھ کر بھی وہ اپنے آپ کو کفر سے نہ بچا سکے اور جب محبت و نفرت کا عمل سیکھا تو میاں بیوی کے درمیان جدائی کا ایک طریقہ اسے بنا لیا اس لئے انھوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال دیا اور اپنے ساتھ بڑا ہی برا برتاؤ کیا ۔ یہی مفہوم اس فقرہ کا معلوم ہوتا ہے۔